ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے تمام زندگی قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور ذریعہ آخرت بنائے آمین۔ مجلس احرار اسلام کے تمام اراکین و معاونین اور ادارہ نقیب ختم نبوت دونوں بزرگوں کے پسماندگان سے دلی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

قارئین توجہ فرمائیں

۱:۔ ہم اپنے غریب کارکنوں اور دیگر قارئین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے نقیب ختم نبوت سے بے مثال تعاون کیا ہے اور یہ تعاون جاری ہے۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کمر توڑ مہنگائی کے باوجود گزشتہ نو ماہ سے باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ نقیب اُن تک پہنچ رہا ہے اور ہم اپنے قارئین سے محض واجبی سی قیمت وصول کرتے ہیں جسکے نتیجہ میں رسالہ کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے اور مسلسل نقصان اُٹھانا پڑ رہا ہے کاغذ، پرنٹنگ، کتابت سب کے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ نقیب کا پہلا سال مکمل ہونے پر جنوری ۱۹۸۹ء سے درج ذیل نرخ ہوں گے۔

سالانہ ۵۰/- روپے

فی شمارہ ۴/- روپے

قارئین سے گذارش ہے کہ

۲:۔ خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں

۳:۔ مضامین معیاری، خوشخط اور کاغذ کے ایک صفحہ پر لکھیں

۴:۔ پندرہ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً خط لکھیں

۵:۔ جن احباب کے مضامین شائع نہیں ہوئے وہ مطمئن رہیں ان شاءاللہ کسی بھی اشاعت میں انہیں شامل کر لیا جائے گا۔

(ناظم)

"تجزیہ"

قمر الحسینی

ضیاء الحق —— نفاذِ اسلام کیوں نہ کر سکے!

حقیقت کو تاریخ کے صفحات سے کھرچا نہیں جاسکتا کہ پاکستان کا مطالبہ جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے اسی دینی تشخص کو قائم کرنے کے لئے کیا گیا تھا چونکہ مسلمان دیگر کافر قوموں کے علی الرغم ایک مسلم امت ہیں اور امتِ مسلمہ کے اعتقادی، فکری، سماجی، پرسنل اور پبلک لاز تقاضے اور ناطے بالکل الگ تھلگ ہیں لہٰذا اس کے لئے الگ خطۂ زمین ہونا ازبس ضروری ہے ورنہ مسلمان تہذیبی و اعتقادی اعتبار سے مضمحل ہو جائے گا اور اس خطرہ و خدشہ کی بنیاد پر اُمتِ مسلمہ پر چاروں طرف سے کافرانہ سولائزیشن کی یلغار تھی ایک طرف ہندوازم اپنے رسوماتی اختلاط کے ذریعہ مسلمانوں کی متاعِ تہذیب میں نقب زنی میں مصروف تھا تو دوسری طرف یورپ سے آنیوالی ماڈرن سولائزیشن کا عفریت اپنے مہیب جبڑے کھولے حملہ آور تھا جن دردِ دل رکھنے والے ملی سپوتوں نے آزادی کی جنگ لڑی اور اس جہادِ اسلامی میں انہوں نے جان و مال اور عزت و ناموس کے نذرانے پیش کئے ان کے سامنے گورنری، وزارتیں، سفارتیں اور کوٹھیاں روٹ پرمٹ ٹھیکے اور لائسنس نہیں تھے بلکہ وہ تو آگ اور خون کی ہولی صرف اس لئے کھیل رہے تھے کہ دین کی حاکمیت اور بالادستی قائم ہو اور بس —— لیکن چالیس برس میں جو ہم نے مشاہدہ کیا وہ کچھ یوں ہے کہ پہلی حکمران جماعت مسلم لیگ نے وہ تمام وعدے نہ صرف یہ کہ طاقِ نسیاں کی زینت بنا دیئے بلکہ اُس نے عمداً دینی اصول دینی فروع اور دینی اقدار کا منہ چڑایا، انہیں پامال کیا لادین عناصر لادین جماعتوں اور بے دین و بددین شخصیات کی حوصلہ افزائی کی انہیں وسائل مہیا کئے اور اُمت کی گردن پر مسلط کر دیا اور تمام سرکاری اداروں میں، سیکولرز، لبرلز اور بددین افراد کو قوتِ حاکمہ ماننے کے لئے ان اداروں کے شرفاء کو بھی مجبور کر دیا۔ قاتل، چور، ڈاکو، زانی، شرابی، رشوت خور اور بدمعاش جواریوں کو دندنانے کیلئے کھلا راستہ دیدیا ان کی بے دین قیادت و سیاست میں پاکستان کے رافضی تبرائی اور مرزائی خوب پھلے پھولے اور یہ کافر اقلیتیں

مسلمانوں کی اکثریت پر رائج کرنے لگیں اُنہوں نے مسلمانوں کی باہمی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اور اپنے کافرانہ افکار و نظریات کی اشاعت و ترویج کیلئے تمام ذاتی و سرکاری وسائل بے دریغ استعمال کئے اور اُمت کو فرقہ واریت اور گروہی مسائل میں اُلجھا کر اپنی کافرانہ روش کی تائید و حمایت حاصل کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ تمام عناصر خبیثہ جو چوہوں کی طرح سرکاری اداروں میں چھپے ہوئے لادین زندگی کی خُفیہ ترویج میں مصروف تھے علی الاعلان رافضیوں، مرزائیوں اور کمیونسٹوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے۔

اُمت کے وہ لوگ جو مسلسل اس طوفانِ بدتمیزی کی نشاندہی کرتے چلے آ رہے تھے ایسے نازک حالات میں دینی قوتوں کو اکٹھا کرنے کے لئے تگ و تاز کرتے رہے اور جب بھی پاکستان میں دینی قوتوں کے اتحاد کا رُخ بنتا ہے اور دینی قوتیں ملک میں بے دینی کے محاذ پر بیٹھے ہوئے بیوروکریٹس سیاستدان ادیب شاعر اور صحافیوں کو نرغے میں لیتی ہیں تو یہ دشمن سیکولر پاورز اور لبرل پاورز مختلف دینی حلقوں میں اپنے سرمائے اور حرام کی دولت سے کچھ کالی بھیڑوں کو مذہبی لباس اوڑھا کر داخل کر دیتے ہیں اور وہ اُمت میں دین کے متفقہ مسائل کو متنازعہ اور مختلف بنا کر حرام کی دولت کی طاقت اور بیوروکریٹس کی سرپرستی اور اشیرباد سے ایسا اُچھالتے ہیں کہ عوام کالانعام کا رُخ مُڑ جاتا ہے۔ ضیاء الحق کے دور میں بھی مکمل منصوبہ بندی سے یہ فکری حرام کاری کی گئی۔ ضیاء الحق نے جونہی اسلامائزیشن کے عمل کا آغاز کیا تو ان سیکولرز اور لبرلز نے:

(۱) پردہ کے موضوع پر رُسوائے زمانہ یورپین سولائزیشن کے "مٹکے" میں ڈوبی ہوئی نام نہاد "خواتین" سے مذاکرے مباحثے شروع کرا دیئے۔ جنگ فورم، نوائے وقت فورم اور "وبائے وقت" فورم میں ان چھنالوں کو جی بھر کے پردہ کے خلاف بکواس کی اجازت دی گئی جسے پاکستان کے قومی مجرم اخبارات نے رنگین دلذیذ اور ڈیکوریٹڈ صفحات پر چھاپا جس سے جنسی مریضوں نے نظری لذت حاصل کی اور انکی اس لذت اندوزی نے انہیں بے پردگی و بے حیائی کی حمایت میں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا اخبارات نے خوب حرام کی دولت کمائی حرام کاری کے لئے انٹروڈکشن "ڈیسک" کا خالص "سرخ فریضہ" انجام دیا۔

(۲) ان سفاک، دریدہ دھن، آبرو باختہ سیمی یورپین خواتین نے سڑکوں پر اپنے ٹھنڈے گوشت کی خوب نمائش کی علماء، دینی اقدار، اور دینی قوتوں کو خوب گالیاں دیں اور امریکن قونصلیٹ سے مل کر دعوتیں اُڑائیں اس "کارِ خیر" کے سرمایہ کاروں کی سرپرستی میں حیوانوں کی طرح چرتے ہوئے مخلوط گروپ فوٹو اخبارات کے ایڈیشنوں میں شائع ہوئے اور اخبارات نے "قومی فریضہ" ادا کر کے خوب

"مالِ حلال" کمایا اور کاغذی پیرہن بیچ کے چاندی بنائی۔

(۳) عورت کی گواہی کے مسئلہ کو بھی متنازعہ ثابت کرنے اور اس کے لئے جدید دَور کے مہذّب "فکری بدمعاشوں" نے زندگی کے تمام شعبوں کے افراد کو اس رُخ پر ڈالدیا کہ عورت کی گواہی مرد کے برابر ہے۔ پھر یہ ظلم بھی رَوا رکھا کہ گواہی دینے والی عورت عام ہو۔ (کہ وہ پاکباز ہے) یا موجودہ دَور کی سولائزڈ فاسقہ و فاجرہ اور گناہوں کو کلچر کا حصّہ سمجھنے والی عورت ہو اس کا حق شہادت مَرد کے برابر ہے حالانکہ اسلام نے گواہ مَرد ہو یا اس کے عدمِ حصول کے مقابلہ میں دُو عورتیں ہوں شریف اور متقی ہونے کی شرط لگائی ہے لیکن پاکستان کے با اختیار حلقوں نے اپنے فسق و فجور کو تہذیبِ جدید کا حصّہ سمجھتے ہوئے "تجدید شریعت" کا سازشی فرض ادا کیا اور مخالفت کا وہ طوفان اٹھایا کہ ضیاء الحق اس موضوع پر بھی اپنے آپ کو تنہا ماننے پر مجبور ہوگئے کیونکہ ان کے چاروں طرف پھیلے ہوئے خاکی و سفید بیورو کریٹس میں سے دُوسرا کوئی ضیاء الحق نہ تھا۔

(۴) اسی طرح حدود اللہ کے نفاذ کے سلسلہ میں بھی ان بیورو کریٹس اور ان کے حوالی موالی کو جہ کردوں نے معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدکاریوں کو سہارا اور تحفظ فراہم کیا اور زانیوں، چوروں، قاتلوں، ڈاکوؤں شرابیوں اور مرتدوں کو ان کے جرائم کے ارتکاب پر اسلامی سزاؤں کے نفاذ کے خلاف مؤثر پراپیگنڈہ کیا اور نفاذِ اسلام کے عملِ صالح کو ضیاء مشن کا نام دے کر خوب زہرناک رویہ اختیار کیا اس سلسلہ میں اخبارات کا رویہ بہت ہی افسوسناک، خوفناک زہریلا اور منافقانہ تھا کہ انہوں نے اُن خبیث رُوحوں کو خوب فلیش کیا جو اسلامائزیشن کے عمل کے خلاف بھرپور ابلیسی لب و لہجہ میں مضامین لکھتے تھے پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اخبارات نے صرف حرام کی دولت دونوں ہاتھوں سے سمیٹنے کے لئے ننگی ولفنگی عورتوں کو ذریعۂ ابلاغ بنایا اور جنسی مریض ان سے شفا پاتے رہے دُعا دیتے رہے اور اخباری کمپیٹیشن میں بڑھ چڑھ کر دادِ خرید دیتے رہے۔ اخباروں کی چاندی نہیں سونا بنتا رہا اور عوام کے کمزور ان پڑھ قلب و دماغ اور فکر و عمل بگڑتے چلے گئے اور "تجدید شریعت" کے آرزومند اس پر اپنے تمام وسائل صَرف کرتے رہے اور اسلامائزیشن کے عمل کی ناکامیوں پر خُوب ڈھنڈورے برساتے رہے اُدھر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے دستر خوان پر چھوڑی ہوئی ہڈیاں چبانے والے علماء سوء، فقہ جدید مرتب کرکے تملّق اور چاپلوسی کے مینار تعمیر کرتے رہے سیاستدانوں نے ایسے مذہبی وحشیوں کو خُوب

اچھالا ان کے فتوؤں کی آڑ لے کر حق پرستوں اور پُر امن دینی انقلاب کے داعیوں کے راستے میں کانٹے بچھاتے رہے اور یوں قتل و غارتگری اور فتنہ و فساد کا راستہ ہموار کر کے بدنام زمانہ جمہوریت کی تاریک راہیں ہموار کرتے گئے اس پر طرّہ یہ کہ انہی سیاسی بازی گروں نے عوام کو یہ باور کرا دیا کہ اگر اسلامائزیشن کا عمل کامیاب ہوگیا تو مذہبی طبقاتی کشمکش کا آغاز ہوگا جو ملک کے ٹکڑے کر دے گا اور اپنی سیاسی سازشوں سرمائے کی داد و دہش اور خریدے ہوئے مذہبی فتنہ پروروں کو اس کام پر لگا دیا کہ ملک میں خوب زور شور سے مذہبی طبقہ واریت کی فضا ہموار کی جائے تاکہ ان کے تجزیہ کا واقعاتی ثبوت مل جائے۔

(۵) اس پر مستزاد یہ کہ تجارت کے محاذ پر قابض بڑے بڑے نہنگوں نے اشیاء ضرورت کو اس قدر مہنگا کر دیا کہ غریب لوگ چیخ اُٹھے اور حکومت کے خلاف انکی نفرت عداوت میں بدل گئی اور عداوت انتقام کی آگ جلانے میں کامیاب ہو گئی۔ ملاوٹ، بلیک اور ذخیرہ اندوزی کے کالے ناگ کھُل کھیلے اور عوام ان کے ظلم کی چکی میں پسنے لگے حکومت میں گھُسے ہوئے بے دین، مرزائی، رافضی اور کمیونسٹ اپنی اپنی لابیوں کے لئے کام کرتے رہے اور ملکی سرمائے کی تباہی و بربادی میں دن رات ایک کر دیا اربوں روپے کے قرضے بطور سیاسی رشوت کے دین دشمن لوگوں کو مزید طاقتور بنانے کے لئے معاف کر دیئے اقرباء فنڈ ہضم کر لیا زرعی قرضوں کو غریب عوام کے نام پر حاصل کرنے والے بدکاروں کی تجوریوں میں ڈالدیا گیا عوام میں اضطراب بڑھتا گیا۔ اور نچلی سے نچلی سطح کے لوگوں نے جب بھی معاشرہ میں ہونیوالی برائی پر تبصرہ و تنقید کی تو یہی فقرہ مسلسل سُننے میں آیا کہ جناب یہ ہے ضیاء الحق کی اسلامائزیشن۔ حتیٰ کہ اگر کسی محلّے یا سڑک پر گٹر کا پانی اُبل پڑا تو لوگوں نے نہایت بھونڈے انداز میں یہ کہا کہ لیجئے صاحب، ضیاء الحق کا اسلام بہہ نکلا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جب حالات اس نہج پر پہنچے تو سیاسی آوارہ گرد، مرزائی، رافضی کمیونسٹ جاگیردار، سرمایہ دار، دیل سولائزڈ حرام کار اور ان کے پالتو بہت مطمئن نظر آنے لگے کہ اب ان کے دِل کی مراد پوری ہو رہی ہے۔ مولوی ضیاء الحق کی ایسی تیسی، ہم اسکو وہ مزہ چکھائیں گے کہ یاد کریگا۔ اور اس کے دلاّل مولویوں کی کھیپ پاکستان میں پھر اسلام کا نام نہیں لے گی۔

(۶) ضیاء الحق نے اپنے اسلامائزیشن کے عمل کی شکست کا برملا اعتراف کیا اور اس کے ساتھ ہی جونیجو حکومت کو مع اسکی اسمبلیوں کے چلتا کیا، یہ عمل جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ثابت ہوا اور

جونیجو مع اپنی موافق و مخالف سیکولر زلبرز قوتوں کے اپوزیشن کا وہ رول ادا کرنے کے خواب دیکھنے لگے جو بھٹو نے ایوب دور میں "معاہدۂ تاشقند" کے استحصال سے کیا تھا لیکن ضیاء الحق نے جونیجو کو پورا احترام دے کر اسپر جو چار جز لگائے وہ اُن کا آج تک جواب دے سکے۔

ا:۔ جونیجو حکومت نے اسلامائزیشن کے عمل کو تمام منفی قوتوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔

ب:۔ جونیجو دور کی اسمبلیوں نے اسلامائزیشن کے سلسلہ میں کسی اسلامی قانون کی منظوری تو درکنار قوانین اسلام کے نفاذ کے لئے ایک قرارداد تک پاس نہ کی۔

ج:۔ ان اسمبلیوں نے "تجدید شریعت" کے سنگین عمل کی حوصلہ افزائی کی اور ان افراد کی پشت پناہی کی جو اس سازش میں مصروف تھے اسمبلی میں خاتون رکن نے علماء کی توہین کی حضور علیہ السلام کی توہین کی گئی اور "اُمّی" کا ترجمہ جاہل کیا گیا۔

د:۔ ان ممبرانِ اسمبلی نے حکومت سے لئے گئے اربوں روپے اپنے سیاسی سیاہ عمل کیلئے برباد کئے اور قومی مفاد کے لئے کچھ نہ کیا اِلّا ماشاء اللہ۔

س:۔ ان اسمبلیوں نے اسلامائزیشن کے راستہ میں پوری قوت سے رکاوٹ پیدا کی اور عوام میں اس کے اچھے تاثر کو زائل کیا۔

(۶) ضیاء الحق شہید نے جو سب سے بڑی غلطی کی وہ یہ تھی کہ اس اللہ کے بندے نے جس طاقت کے بل بوتے پر ——

ا:۔ بھٹو کو پھانسی دی ——

ب:۔ ۱۹۷۳ء کے دستور کو باقی رکھا مگر معطل کیا —— اُسی طاقت کے باوصف

ج:۔ سیاستدانوں اور اخبارات کو دین کے خلاف تنقید بلکہ بدزبانی کی کھلی چھٹی

د:۔ مذہبی طبقاتی کشمکش پیدا کر لے اُبھارنے اور اسے عفریت بنانے والے علماءِ سوء کو اس دھشیانہ عمل بد کی بھی کھلی چھٹی دی۔

س:۔ رافضیوں، مرزائیوں اور کمیونسٹوں کی زیر زمین سازشوں اور کھلے عام جارحیت پر بھی نرم سے نرم انداز میں گرفت کی۔ جس کے ایسے خوفناک نتائج برآمد ہوئے کہ ضیاء الحق کے تمام مخلصانہ دعووں اور افغانستان میں اسلامی جہاد اور پاکستان کے بقاء کی جنگ لڑنے کے باوجود اسلامائزیشن

کا عمل بُری طرح ناکام ہوا حالانکہ صدر شہید کو چاہیئے تھا کہ خوف اور تنہائی کے احساس سے بالاتر ہو کر ایک اسلامی انقلابی کی طرح اسی قوّت کے بل بوتے پر نفاذِ اسلام کا عمل جاری کرتے جس میں دین دشمن ابلیسی قوتیں اپنے کیفرِ کردار کو پہنچتیں، صدر شہید مر تو پھر بھی گئے موت سے تو انہیں کوئی طاقت نہیں بچا سکتی تھی وہ پاکستان کی دینی قوتوں کو اعتماد میں لیتے اور واضح طور پر انہیں اس انقلابی عمل کے ساتھ متفق کر کے اے کاش ہائے حسرت ضیاء شہید وہ سب کچھ کر گزرتے جو انقلابی کیا کرتے ہیں اور پھر مر بھی جاتے تو یہ صحرائی چادر بُری نہ ہوتی ؏ مر بھی گئے تو چادرِ صحرائی بُری نہیں

یہی کہا جاتا نا کہ ایک دیوانۂ اسلامی انقلاب کے عمل کے عمل کی گھاٹی سے گزرتا ہوا صلاح الدین ایوبی، نورُ الدین زنگی، سیّد احمد شہید، مولوی احمد اللہ شاہ، جنرل بخت خاں اور امام شامل رح کی طرح شہید کر دیا گیا تو کوئی دُکھ کوئی غم اور کوئی ملال کوئی حسرت باقی نہ رہتی اور اب تو حسرتوں، مایوسیوں تاریکیوں اور خوفناکیوں کا ایک گھنا جنگل اور دلدلیں سامنے ہیں جن کے عبور کے تصور سے ہی رُوح لرز اٹھتی ہے ——— موجودہ حالات کچھ ایسے ہیں کہ ایک طرف خانہ فرہنگ ایران پاکستانی سبائیوں کو ہمہ جہت طاقت مہیّا کر رہا ہے۔ اور یہ سبائی پاکستان کو رافضی سٹیٹ بنانے کے لئے بڑے سے بڑا جوا کھیلنے سے بھی باز نہیں آئیں گے ان کی تاریخ میر جعفر و میر صادق ایسے گماشتوں ابن علقمی جیسے غدّارِ دل کافروں اور مشرکوں کے مکروہ و مردود کردار سے "مرصع" ہے اور یہ سبائی اس پر فخر بھی کرتے ہیں اور حسن بن صباح کے کردار سے کون واقف نہیں ان کا ظاہر و باطن اور ان کا فرد فسر د حسن بن صبّاح ہے۔ دُوسری طرف بھارت اپنے پالتو سیاسی کارندوں کے ذریعہ کراچی اور حیدرآباد میں مشرقی پنجاب کے سکھوں کی دہشت گردی کا ذلیل ترین انتقام لے رہا ہے اس دہشت گردی میں ایران سے آنیوالا دس ہزار ایرانی جس کے پاس نہ پاسپورٹ ہے نہ شناختی کارڈ مگر اسلحہ ہے، سرمایہ ہے اور اس کے استعمال کا ہدف بھی ہے برابر کا شریک ہے سندھ کا ہندو وڈیرہ جو مہاجر مسلمانوں کی اقتصادی ترقی سے خوفزدہ ہے اور اسکی تعلیمی و سیاسی ترقی ہرگز برداشت نہیں کرتا وہ وہاں کے بعض مسلمان سندھی وڈیروں کی وساطت سے بھارت کی سیاسی اداکاراؤں کا ننگا ناچ دیکھنے میں ہمہ تن مصروف ہیں اور سندھی دائیں لابی کے سیاستدان تمام طبقات کے اکثر علماء اس ڈانس کو دیکھ کر مسرور و شادماں ہیں تیسری طرف رُوس جیسی سُپر پاور افغانستان میں اپنی ذلت و رُسوائی اور تاریخ کی ذلیل ترین پسپائی میں سب سے بڑا مجرم ضیاء الحق اور پاکستان کو سمجھتا ہے اور اس پسپائی کا انتقام لینے

کے لیئے اس نے خوفناک اور عبرتناک نتائج بُھگتنے کی دھمکی بھی دے رکھی ہے ان اضطراب انگیز اور انتہائی پریشانی کے حالات میں غلام اسحق خاں کی حکومت نے الیکشن کا نامناسب فیصلہ کرلیا حالانکہ سیلاب نے الیکشن کا سیلاب بلا روکنے کی وارننگ بھی دی ہے ۔ مگر سیاسی نٹ کھٹ اس پر چونکہ ہرگز راضی نہیں ہیں ، اس لئے الیکشن —— الیکشن —— اور صرف الیکشن ، ہو ہوکے رہیں گے ، لیکن نتائج —— اللہ کی پناہ ان سے عہدہ برا ہونے کی کس میں ہمت ہے ۔ بھٹو کی دخترِ زر اختر نے کاغذات داخل کرنے سے پہلے ہی جو بشارت دی ہے وہ یہ ہے کہ وہ برسرِ اقتدار آتے ہی " حدود آرڈیننس " منسوخ کردے گی ۔ غیر ملکی دسترخوان کا بچا کھچا کھانے اور چبانے والے ابھی سے اس قدر خوش و خرم نظر آتے ہیں گویا انہوں نے الیکشن جیت کر حکومت بنالی ہے اور پاکستان میں زانیوں کی حکومت قائم ہوگئی ہے (معاذ اللہ) جنہوں نے " ضیاء مشن " سے انتقام لینے کے لئے یہ کارِ خیر بھی سرانجام دے دیا ہے ۔

ہمارے بیچارے علماء

اور علماء اُمت بریلوی اہلِ حدیث اور دیوبندی انکی حالت تو بہت ہی قابلِ رحم ہے کہ یہ حضرات جو مسندِ قال اللہ وقال رسول اور منبر و محراب کے وارث انبیاء کے وارث ہیں ، باہمی اتحاد تو درکنار صلح و اتفاق اعانت واشتراک عمل کی خیر سے بُری طرح محروم ہیں حالات کی سنگینی مستقبل کی خطرناکیوں —— اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کا تقاضیٰ تو یہ ہے کہ ان تینوں طبقات کے جلیل القدر اکابر اپنی اپنی مسندوں اور خانقاہوں سے برآمد ہوں اور اپنی تمام تر ظاہری و باطنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دین جو ایک فکری ، نظری اعتقادی اور یقینی قوت ہے اس پر مجتمع ہو کر انقلابِ اسلامی کا زوردار دھکا لگائیں ۔ اور ایرانی ، بھارتی ، امریکی و روسی مرتد لابیوں کو شکستِ فاش دیں مگر ہائے افسوس کہ ع یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

یادش بخیر ، مولانا فضل الرحمٰن نے بےنظیر زرداری سے معاہدہ و اشتراک میں نجات سمجھی اور ع

ہم ہوگئے اسی کے جو نہ ہوسکا ہمارا

کا نامکمل عنائیہ بن کے رہ گئے ۔ دوسری طرف جناب شاہ احمد نورانی کی نورپاش شخصیت ہے جو جونیجو اور اصغر خان کو دل دے بیٹھے —— غالباً اسکی پس منظری حقیقت وہ ریٹائرڈ ملٹری افسر ہیں جو نورانی صاحب سے فیض یاب ہیں کہ انہوں نے مستقبل کا کوئی سہانا خواب دیکھا ہو یا پھر کسی نجومی کی پیشگوئیوں نے تختِ اقتدار بچھا دیا ہو بہر نوع یہ عجیب اتحاد ہے کہ اصغر خان صاحب کا جو مولوی کو کوستے ہوئے نہیں

تھکیتے وہ مولوی کی بغل میں کھڑا ہونا پسند کرتے ہیں۔ یہ بھی کیا طرفہ تماشے کی بات ہے کہ الیکشن کی منفی، وقتی، ہنگامی ناپائیدار اور مفاد پرستانہ سیاست نے کس کو کس کے ساتھ لا کھڑا کیا ہے یعنی ع

شراب سیخ پہ ڈالی، کباب شیشے میں

اور لیجئے یہ اِس میں بھی اکٹھے نہ رہ سکے اغراض و مفادات کی علیحدگی نے انہیں بھی توڑ پھوڑ دیا۔ مولانا سمیع الحق اور جماعتِ اسلامی یہ بھلا کیوں تنہا رہتے انہوں نے بھی مچھلی کی طرح الٹی زقند لگائی جمعیت و جماعت بھی شریکِ حیاتِ الیکشن کے چناؤ میں کامیاب ہوگئیں بڑی داد ملی بڑی مُبارک سلامت کی تھیلیں چُھنی گئیں اور اُمت کو ان کے اس " ردّیہ" سے یہ بات سمجھ آگئی کہ یہ لوگ دین اور دینی انقلاب نفاذِ شریعت اور آئین شریعت سے کس قدر " مخلص" ہیں، اور یہ بھی روز روشن کی طرح سامنے آگیا کہ یہ لوگ صِرف الیکشن کے لئے مخلص ہیں اور اس کے لئے یہ متحد بھی ہوسکتے ہیں اور وہ بھی دائیں بازو کے سیکولرز لبرز کے ساتھ اور بائیں بازو کے لادینوں کے ساتھ مگر دین کی بقاء و استحکام دینی اقتدار کے قیام کے لئے اکٹھا نہیں ہوسکتے تو پھر بات سمجھ میں آگئی۔ چونکہ یہ دین کے لئے مخلص نہیں اس لئے :

۱۔ جمعیت العلماء پاکستان

۲۔ جماعت اسلامی

۳۔ جمعیت العلماء اسلام' درخواستی گروپ

۴۔ جمعیت العلماء اسلام' فضل الرحمٰن گروپ

۵۔ اہلِ حدیث' فضل حق گروپ

۶۔ اہل حدیث' علاّمہ گروپ

یہ آپس میں نہیں مل بیٹھ سکتے، سب تقسیم در تقسیم کے گورکھ دھندے سے غیروں اور دین کے قاتلوں کے ساتھ مل کر بیٹھ بھی سکتے ہیں اور سیاسی مہم بھی چلا سکتے ہیں غیروں اور دین کے قاتلوں کے مقابلہ میں اپنا اُمیدوار بھی چھوڑ سکتے ہیں اور اُن کے لئے ووٹوں کی دریوزہ گری بھی کر سکتے ہیں ہم اس صورتِ حالات پر صِرف یہی کہہ سکتے ہیں ع

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

بر زوالِ ملک و ملت . بر زوالِ شرع و دیں